RS: 3/-

ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی

جلد ۱۲ شمارہ ۴۹ ۲۳ تا ۳۰ نومبر ۲۰۰۰ء ۲۷ شعبان تا ۳ رمضان ۱۴۲۱ھ

فروغ انسانی وسائل کی وزارت کی طرف سے تیار کیا گیا

نصابِ تعلیم کا نیا مسودہ

تعلیم کے بھگوا کرن کی سازش؟

جو لوگ یہ مسودۂ نصاب تیار کر رہے ہیں ان پر خود ہندوتو اور برہمن واد پر مبنی آر ایس ایس کے فکر و نظام کے ساتھ منسلک ہونے کا الزام ہے...

انسانی وسائل کے فروغ کی وزارت کے تحت جاری اسکولوں کیلئے نصاب تعلیم کا مجوزہ مسودہ عنقریب منظر عام پر آنے جارہا ہے جس میں پورے نصاب تعلیم کو بھگوا رنگ دے دیا گیا ہے اور جسکا مقصد ہندوتوا کا فروغ بتایا گیا ہے۔

بی جے پی حکومت جب سے مرکز میں برسر اقتدار آئی ہے اسی وقت سے یہ تحریک شروع ہوگئی تھی کہ موجودہ نصاب تعلیم وقت کی ضرورتوں سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ اس لیے اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ حالانکہ نصاب کی ترتیب و تسوید سے متعلق این سی ای آر ٹی نام کا ایک زبردست اور قومی سطح کا ادارہ موجود ہے اور آزادی کے بعد سے وہ نصاب کی تیاری وغیرہ کا کام کرتا بھی رہا ہے مگر چونکہ اس ادارہ کے ذمہ دار حضرات فرقہ وارانہ ذہنیت کے حامل نہیں تھے۔ اس لیے پہلے انھیں چلتا کیا گیا اور اس کے بعد اپنی حسب منشا لوگوں کو اس میں شامل کرکے نصاب کے نئے مسودہ کی ترتیب کا شوشہ چھوڑا گیا۔ بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ اس وقت وزارت فروغ انسانی وسائل ایک ایسے شخص کے ہاتھوں میں ہے جو ہندوتوا اور بھگوا رنگ کا زبردست دلدادہ ہے اور جو موجودہ نصاب تعلیم پر اپنی بے اطمینانی ظاہر کرتا رہا ہے اور اب جبکہ یہ کام اس کے حدود اختیار میں آگیا ہے، ظاہر ہے موجودہ نصاب کو مشق ستم بننے سے کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ اس کام کو آسان بنانے کے لیے ڈاکٹر مرلی منوہر جوشی نے پہلے تو نصاب تیار کرنے والے قومی ادارے این سی ای آر ٹی کو نشانہ بنایا اور اس کا بھگوا کرن کیا۔ اس کے بعد جاری تعلیم کی ہندوتوا کی بنیاد پر روپ ریکھا تیار کرنے کی اسے ہدایت دی گئی۔

یہ بات سب جانتے ہیں کہ ۱۹۹۸ء میں اپنی پہلی تیرہ ماہی حکومت کے دوران وزراء تعلیم کی ایک کانفرنس میں بی جے پی زیر اقتدار مرکزی وزارت تعلیم نے راشٹریہ سوئم سیوک سنگھ کے ہندوتو نظریہ کی بنیاد پر تیار کردہ نصاب تعلیم کو ملک میں رائج کرنے کیلئے ایک پر زور کوشش کی تھی۔ حالانکہ بی جے پی حکومت

نئے اسکولی نصاب سے متعلق مسودے کی تیاری میں آر ایس ایس کا دخل ہے

امیر الہند حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی مدظلہ کا اظہار تشویش

نئی دہلی، ۲۳ نومبر ۲۰۰۰ء جمعیۃ علماء ہند کے محترم صدر امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ نے نصاب تعلیم سے متعلق نئے مسودے پر [illegible]

محمد سالم جامعی

مدھیہ پردیش اور بعض دوسری ریاستوں کی مخالفت کی وجہ سے اپنے اس منصوبہ میں ناکام رہی تھی لیکن بہرحال اس نے اپنی کھوٹی نیت ضرور ظاہر کردی تھی۔ مرکزی وزارت تعلیم نے اس نصاب میں تبدیلی کیلئے سنگھ کے اسکولوں ودیا بھارتی کے نصاب تعلیم کو بنیاد بنایا تھا اور کہا تھا کہ اس سے قومی اتحاد مضبوط و مستحکم ہوگا۔ وزارت تعلیم کی سفارش میں کہا گیا تھا کہ نصاب تعلیم کو ایک ایسے نظریہ سے جوڑنا ضروری ہے۔ قومیت، ہندوستانیت اور روحانیت جس کے عناصر ترکیبی ہوں جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ فرقہ پرست سنگھ پریوار جس نظریہ کو پسند کرتا ہے اسے پورے ملک پر تھوپ دیا جائے اس لیے کہ ان سب باتوں کے انڈے کہیں نہ کہیں بہرحال ہندوتوا سے مل جاتے ہیں۔

یہاں اس حقیقت کا جاننا بھی ضروری ہے کہ سنگھ آزادی کے بعد سے ایک متوازی نصاب تعلیم چلا رہا ہے جس کا مقصد ہی غیر ہندوؤں کے خلاف نفرت پھیلانا ہے اور جس کی بنیاد خالص برہمن واد پر ہے۔ مرکز میں بی

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

نائیجیریا

نفاذ شریعت کا کام معرض التوا میں کیوں؟

[illegible]

نائیجیریا میں اسلام کی آمد

[illegible]

> ملک و بیرون ملک عیسائیوں کے بڑھتے ہوئے دباؤ کے سامنے صدر نائیجیریا اوباسانجو نے نفاذ شریعت کی منسوخی کا فیصلہ کیا خصوصاً اس وجہ سے کہ اسلامی ریاست ہاۓ متحدہ امریکا نے نائیجیریا کو دی جانے والی امداد میں اضافہ کر دیا ہے...

[illegible]

بیت المقدس

کسی صلاح الدین ایوبیؒ کا منتظر ہے!

[illegible]

جواھر القرآن

سورہ توبہ : ۹
ترجمہ آیات : ۹۰-۹۱

حضرت شیخ الہند

○ اور آئے بہانے کرنے والے گنوار تاکہ ان کو رخصت مل جائے اور بیٹھ رہے جنھوں نے جھوٹ بولا تھا اللہ سے اور اس کے رسول سے اب پہنچے گا ان کو جو کافر ہیں ان میں عذاب دردناک۔ (ف ۱)

○ نہیں ہے ضعیفوں پر اور نہ مریضوں پر اور نہ ان لوگوں پر جن کے پاس نہیں ہے خرچ کرنے کو کچھ گناہ جبکہ دل سے صاف ہوں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ نہیں ہے نیکی والوں پر الزام کی کوئی راہ (ف ۲) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (ف ۳)

فوائد —— علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

(ف ۱) [illegible]

(ف ۲) [illegible]

(ف ۳) [illegible]

ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کانگریس کا صدارتی انتخاب

کیا سونیا جی پارٹی کی بکھری ہوئی بنیادوں کو تلاش کر سکیں گی

جیسا کہ امید تھی مسز سونیا گاندھی دوبارہ زبردست اکثریت کے ساتھ کانگریس کی صدر منتخب کر لی گئی ہیں۔ مسز گاندھی کی سیاسی زندگی کا یہ پہلا پارٹی صدارتی انتخاب تھا۔ اس سے پہلے وہ آنجہانی سیتارام کیسری کو ہٹا کر صدر بنی تھیں، بعد میں جس کی آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے توثیق کر دی تھی۔ اس الیکشن میں کانگریس کے ایک اہم لیڈر مسٹر جتیندر پرساد مسز گاندھی کے مقابلہ پر تھے۔ اس مقابلہ میں وہ صرف چورانوے سو ووٹ حاصل کر پائے ہیں جبکہ مسز سونیا گاندھی کو سات ہزار سات سو اکیاون ووٹ حاصل ہوئے۔ بلاشبہ مسز سونیا گاندھی کی یہ ایک قابل فخر کامیابی ہے جس کے لیے وہ مبارکباد کی مستحق ہیں۔

کانگریس کی صدارت کا یہ انتخاب اس معنی کر اپنے آپ میں اہمیت کا حامل تھا کہ کانگریس کی ایک سو پندرہ سالہ تاریخ میں پہلی بار نہرو گاندھی خاندان کے کسی شخص کے مقابلہ پر کانگریس کا کوئی لیڈر انتخاب کے میدان میں اترا اور اسے چیلنج کیا۔

کانگریس کا یہ صدارتی انتخاب جس ماحول میں ہوا اس نے مسز گاندھی کو یہ موقع فراہم کر دیا تھا کہ وہ یہ ثابت کر دیتیں کہ وہ ہی نہرو گاندھی پریوار کی تنہا وارث ہیں اور یہ کہ انھوں نے کانگریس کی یہ قیادت کوئی خیرات میں حاصل نہیں کی بلکہ ملک کے کونہ کونہ میں پھیلی ہوئی کانگریس کے ان ہزاروں مندوبین نے انھیں یہ عہدہ عطا کیا ہے جو ملک بھر میں پھیلے ہوئے کروڑوں کانگریسی ممبران کے نمائندے ہیں۔ وہ اس انتخاب میں معمولی سی وسعت ظرفی دکھا کر یہ بھی ثابت کر سکتی تھیں کہ ان کی پارٹی آج بھی اپنی اندرونی جمہوریت کے جوہر کو محفوظ رکھے ہوئے ہے مگر افسوس مسز گاندھی اور ان کے عاقبت نااندیش ساتھیوں نے اس موقع کو ضائع کر دیا۔ اس انتخابی معرکہ کے دوران جو کچھ ہوا اور برسر اقتدار پارٹی لیڈروں نے مختلف صوبوں میں اپنے حامیوں کے ذریعہ جس طرح پرساد کے حامیوں پر اپناد باؤ بنا کر رکھا اس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ملک کی یہ سب سے قدیم اور جمہوری پارٹی بھی اسی راہ پر گامزن ہے جو تقریباً ملک کی تمام دوسری پارٹیوں کا طرۂ امتیاز ہے۔

بہر حال مسز گاندھی ایک عوامی انتخاب کے ذریعہ پارٹی صدر منتخب ہو گئی ہیں۔ اب ان کیلئے آرام سے تین سال کا وقت ہے۔ وہ غالباً اس حقیقت سے بھی واقف ہوں گی کہ حالانکہ کانگریس نے ملک پر سب سے زیادہ طویل عرصہ تک بلا شرکت غیرے حکومت کی ہے مگر آج وہ ایک کمزور اور ڈوبتی ہوئی پارٹی ہے اور گذشتہ ایک دہائی کے دوران جو سیاسی تبدیلیاں آئی ہیں انھوں نے اس کی عوامی بنیاد کو اس سے چھین لیا ہے۔ مسز گاندھی یہ بات بھی بہت اچھی طرح سمجھ رہی ہوں گی کہ آج ملک کے وہ قانون ساز ادارے جو حزب مخالف کے دبدبہ کی وجہ سے ایک طویل عرصہ تک حزب اقتدار کی من مانیوں کا شکار ہونے سے محفوظ رہے تھے۔ آج وہی ادارے کانگریس کی کمزور سیاسی حکمت عملی کی وجہ سے نہ صرف برسر اقتدار پارٹیوں کی سیاسی خواہشات کی تکمیل کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں بلکہ اپنے من مانے ڈھنگ سے ایسے فیصلے بھی کر رہی ہیں جو ملک کے بنیادی ستون سیکولرزم اور جمہوریت کیلئے ہی خطرہ بنتے جا رہے ہیں اور یہ صرف اور صرف اس لیے ہو رہا ہے کہ آج ہمارے قانون ساز ادارے حزب اختلاف سے محروم ہو چکے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ مسز سونیا گاندھی پارٹی کی کھوئی ہوئی عوامی بنیادوں کی طرف کوئی توجہ کریں گی اور کیا وہ سیکولرزم اور جمہوریت کے تحفظ کیلئے پارلیمنٹ میں واقعی حزب مخالف کا رول نبھانے کیلئے تیار ہوں گی؟

جہاں تک پارٹی کی عوامی بنیادوں کی طرف متوجہ ہونے کا سوال ہے ہمارے خیال میں اس کیلئے مسز سونیا گاندھی کو گذشتہ پندرہ برسوں کے دوران پارٹی کی کارکردگی اور اس کی سیاسی حکمت عملی کا جائزہ لینا ہوگا اور دیکھنا ہوگا کہ پارٹی کب اور کس مقام پر پٹری سے اتری ہے جس کی وجہ سے اس کی عوامی بنیادیں اس سے کھسک گئی ہیں۔ کیا مسز سونیا گاندھی اس حقیقت کو تسلیم کریں گی کہ آزادی کے بعد سے ملک کی دوسری بڑی اکثریت مسلمانوں نے ۱۹۷۷ء کو چھوڑ کر کانگریس کو اقتدار دلانے میں مسلسل چالیس

[illegible]

جو شیرازہ بکھری ہے وہ ملک سے کسی کی چھپی ہوئی ... [illegible]

کانگریس اس ملک کی ایک قدیم اور ... [illegible]

نظریہ اور ڈسپلن ہی سنگھ کی طاقت کا اصل سرچشمہ ہے

آر ایس ایس چیف کے. ایس سدرشن کا انٹرویو

[illegible]

میں اپنی زندگی کے بقیہ لمحات موضوعات کی لڑائی میں لگانا چاہتا ہوں

سابق وزیر اعظم مسٹر وی. پی. سنگھ کا انٹرویو

[illegible]

[illegible]

صفحۂ روزگار

نیچروپیتھی اور یوگ میں بھی مل سکتا ہے اچھا روزگار

ہمارے ملک میں قدرتی طریقہ علاج جو قدیم ہے جسمانی تکالیف سے نجات دلانے کا واحد ذریعہ مانا جاتا رہا ہے۔ یہ وقت کی ستم ظریفی ہی ہے کہ ہمارا قدرتی طریقہ علاج اب بھی اپنے وجود کی لڑائی لڑ رہا ہے۔ ہر طرح کے فوائد سے پر ہوتے ہوئے بھی اس کی طرف وہ توجہ نہیں دی گئی جو ضروری تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ مغرب کی اندھی تقلید کی وجہ سے یہ طریقہ علاج پیچھے رہ گیا ہے اور اس وقت قدرت کے بعض شیدائیوں کی وجہ سے ہی یہ طریقہ علاج اپنا وجود بچائے رکھنے میں کامیاب ہے۔

قدرتی طریقہ علاج اپنے آپ میں ایک مکمل علاج ہے۔ عمل جراحی کو چھوڑ کر اس میں ان سبھی عناصر کی آمیزش ہے جو کسی بیماری کے علاج کیلئے ضروری ہیں۔ قدرتی طریقہ علاج کے استعمال کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ علاج کے دوران یا بعد میں اس سے کوئی منفی ردعمل نہیں ہوتا جبکہ موجودہ طریقہ علاج میں استعمال ہونے والی دوا انسان کے جسم میں بیماری پیدا کر دیتی ہے اور طویل عرصہ تک استعمال کرنے کی صلاحیت میں نقصان، دواؤں کے اثر ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ طریقہ علاج ہندوستان جیسے ملک میں عام لوگوں کی پہنچ سے کافی دور ہے۔

علاج کی جدید سہولیات کی کمی کو دیکھتے ہوئے قدرتی علاج پر سنجیدگی کے ساتھ یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ یوگ اور فطرت کے وسائل کا استعمال کیا جائے جو آسانی سے دستیاب ہوں اور عام لوگوں کی پہنچ سے دور نہ ہوں۔ اس سمت میں تھوڑی بہت سرکاری کوششیں بھی جاری ہیں لیکن موجودہ ضرورت کے حساب سے وہ ناکافی ہیں۔ ہاں کچھ رضاکارانہ اور غیر سرکاری تنظیمیں اس سمت میں کوشش کر رہی ہیں تاکہ لوگوں تک اس کو پہنچایا جا سکے۔ دہلی میں واقع ... "نیچرو پیتھی اور یوگ اکیڈمی" کے نام سے ایک ایسا غیر سرکاری انسٹیٹیوٹ ہے جو قدرتی علاج اور یوگ کی تربیت دے رہا ہے اور ایک ہی شروعات کے طور پر بنیادی کورس سے تربیتی کورس چلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ انسٹی ٹیوٹ کورسز ایک سال سے ... جو کورس چلا رہا ہے:

(۱) ڈپلومہ ان نیچروپیتھی اینڈ یوگ (ڈی این وائی)
(۲) پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ ان نیچروپیتھی اینڈ یوگ (پی جی ڈی این وائی)

دونوں ایک سالہ کورسوں کو دو سمیسٹروں میں تقسیم کیا گیا ہے کہ امیدوار پہلے سمیسٹر میں داخلہ لیں۔ ایسا ہونے کی حالت میں امیدوار کو دوسرے سمیسٹر کے بھی مضامین میں امیدوار کا پاس ہونا ضروری ہے۔ ڈی این وائی کیلئے تعلیمی قابلیت ۱۰+۲ اور پی جی ڈی این وائی کیلئے گریجویٹ ڈگری طے ہے۔ کسی بھی کورس میں داخلہ کیلئے عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔

ڈی این وائی کورس کے تحت طالب علم ان کے کام یوگ کے بنیادی اصول، قدرتی طریقہ علاج، آیوروید اور صحت سے اس کا تعلق، اسپتال کا نظام وغیرہ کی تربیت دی جاتی ہے۔

پی جی ڈی این وائی کورس میں جسمانی ساخت، اس کا طریقہ علاج آیوروید کے بنیادی عناصر اہم اسباق ہیں۔

انسٹی ٹیوٹ کے پرنسپل ... کا کہنا ہے کہ ڈی این وائی کورس کے اختتام پر سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے ... انسٹی ٹیوٹ ... منظور ... ہے اور کورس کامیابی کے ساتھ پورا کرنے پر وہی سرٹیفکیٹ بھی دیا جاتا ہے۔ سرکاری نوکریوں کیلئے بھی یہی سند کافی ہوگی۔ اس کورس کو شروع ہوئے ابھی ایک سال ہی گزرا ہے پھر بھی قدرتی علاج کیلئے لوگوں کی گہری دلچسپی کو دیکھتے ہوئے اس انسٹی ٹیوٹ کے منتظمین کافی پرامید ہیں۔ ان کورسوں میں داخلہ لینے کیلئے ستمبر کے ... میں فارم ملتے ہیں۔

انسٹی ٹیوٹ کی پرنسپل ڈاکٹر (مس) ... کے مطابق امیدواروں کے بڑھتے ہوئے جوش و خروش کو دیکھتے ہوئے نئے سال کے تعلیمی سال سے انٹرویو کی بنیاد پر داخلہ لینے کا منصوبہ ہے۔ پورا کورس انگریزی اور ہندی میں پڑھایا جاتا ہے اس لئے امیدوار کو دونوں زبانوں کی جانکاری ہونی چاہئے۔

داخلہ فارم کی قیمت سو روپیہ ہے۔ ڈاک کے ذریعہ فارم منگانے کیلئے امیدوار کو سو روپے کا ایک ڈیمانڈ ڈرافٹ یا منی آرڈر انسٹی ٹیوٹ کے اس پتہ پر بھیجنا ہوتا ہے:

نیچرو پیتھی اینڈ یوگ اکیڈمی
۸ گاندھی ... نئی دہلی-110091
خاص معلومات کیلئے فون نمبر
[illegible]

پر رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ دونوں کورسوں کیلئے فیس کی رقم الگ الگ ہے۔ ڈی این وائی کیلئے پورے سال بھر کی فیس 10500/ روپے اور پی جی ڈی این وائی کیلئے (امتحان فیس اور لیبارٹری فیس سمیت) 13500/ روپے ہے۔ جس میں سے ایک ... امیدوار کو بعد میں واپس کر دیا جاتا ہے۔

انسٹی ٹیوٹ میں نہایت تجربہ کار ... کی نگرانی میں دونوں کورس شروع کیے جاتے ہیں اور ضرورت کے مطابق ضروری آلات اور ساز و سامان بھی مہیا کیا جاتا ہے۔ یہاں کتابی جانکاری کے ساتھ پریکٹیکل کی طرف بھی خاص توجہ دی جاتی ہے۔ ہفتہ میں چھ دن لگنے والی کلاسوں میں تھیوری اور پریکٹیکل کیلئے الگ الگ وقت مقرر ہے۔ دونوں کورسوں کیلئے صبح اور شام کا وقت الگ الگ رکھا گیا ہے۔ تربیت کے دوران امیدوار کی دلچسپی کورس میں قائم رہے اس کیلئے وقت وقت پر سیمینار ... اور ... کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔

جہاں تک ان کورسوں کی بدولت روزگار حاصل کرنے کا تعلق ہے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تربیت یافتہ شخص کیلئے اس میدان میں روزگار کے وسیع مواقع موجود ہیں۔

گاندھی ... سنستھان میں علاج کرا رہے ... سالہ ڈاکٹر ... کی حالت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس طرح لوگ اس طریقہ علاج کو اپنا رہے ہیں۔ ان کے مطابق ... ایک ... اسپتال میں اپنی کمر کا آپریشن کرانے کے بعد سے وہ چلنے پھرنے کی حالت میں بھی نہیں رہ گئے تھے۔ اس لیے انہوں نے قدرتی علاج کا سہارا لیا اور اس علاج سے وہ مطمئن بھی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ... گزرنے کے بعد نہیں بلکہ مرض کے شروع میں ہی قدرتی علاج کو اپنایا جانا چاہئے۔ □□

نقد و نظر

کتاب کا نام: مکتوبات مشاہیر
مرتب: مولانا محب الحق
صفحات: ۱۹۲
قیمت: ۵۰ روپے (مجلد خوبصورت)
ملنے کا پتہ: ادارہ حیات، دہلی-۲۰۰۰۵۳، صدر بازار، دہلی
تبصرہ نگار: عبدالحمید نعمانی

خطوط، مکتوبات انسان کے اصل اور فطری خیال کا آئینہ ہوتے ہیں۔ تحریر اور تقریر میں حالات اور مخاطب کے لحاظ سے بسا اوقات اپنی جگہ سے ہٹ کر لکھنا پڑتا ہے یا بچ کر چلنا پڑتا ہے، لیکن خطوط نگاری میں ایسا نہیں ہوتا ہے، یہ مکتوب نگار اور مکتوب الیہ کے درمیان کا معاملہ ہوتا ہے۔ یہ امکان کم نہیں ہوتا ہے کہ خط مکتوب الیہ کے سوا دوسرے بھی پڑھیں گے۔ یہ بتایا جاتا ہے، بھروسہ کیا جاتا ہے اور اس میں کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا ہے۔ مکتوب نگار اور مکتوب الیہ ایک دوسرے کے سامنے اصل حالت میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس لیے حیات، حقیقت و صداقت پر بحث ہے کہ کسی کو سمجھنے کے لیے سب سے معتبر اور بہتر ذریعہ اس کے خطوط ہوتے ہیں۔ مکاتیب نبوی اور صحابہ و تابعین کے مکاتیب اس کے روشن نمونے ہیں۔ بعد کے دور میں حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی اور سید احمد شہید کے مکتوبات علم، عرفان اور حقائق، معارف کے خوبصورت نمونے ہیں۔

اردو میں علامہ شبلی نعمانی، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا سلیمان ندوی، مولانا آزاد، مولانا مودودی اور شعراء و ادباء میں غالب، اقبال، رشید احمد صدیقی، عبدالحق، نواب اور جگر، جوش، نیاز فتح پوری اور جاں نثار اختر وغیرہم کے مکتوبات قابل مطالعہ ہیں۔ وہ ہر ذہنی قریب اور حال کے برسوں میں ہمارے قدیم علماء، مکتوب کے مجموعے اشاعت پذیر ہوئے ہیں۔ یہ خوش آئند بات ہے کہ دینی و دعوتی حلقوں میں مکاتیب کی اشاعت کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔ مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ کا ایک اچھا مجموعہ مکاتیب عام عبدالکریم پاریکھ سامنے آیا ہے۔ مولانا مفتی ظفیر الدین مفتی دارالعلوم دیوبند کے اہم مجموعہ مراسلات اور مولانا حمید الدین فراہی، مولانا عبیداللہ مبارکپوری کے مکاتیب بھی خاصے کی چیز ہیں۔ جناب مولانا محب الحق صاحب کا مرتب کردہ مجموعہ مکتوبات مشاہیر بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اگرچہ اس نام سے اور بھی خطوط کے مجموعے شائع ہو چکے ہیں، تاہم اس زیر تبصرہ مجموعے کی الگ حیثیت ہے۔

جناب مولانا محب الحق صاحب بہت محنتی اور حسن کے قدر دان ہیں۔ انہیں حضرت شیخ مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہی رحمۃ اللہ علیہ کی برکات، فیض صحبت و خدمت میں رہنے کا شرف حاصل رہا ہے۔ انہوں نے دیکھا ہے کہ کام کی تحقیق، تصنیف کا کام کس طرح کیا جاتا ہے۔ مرتب موصوف کی کتاب "فیضان نسیم" اور "مکتوبات نعمانی" دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ دونوں کتابوں کی ترتیب و تہذیب کو دیکھ کر واضح ہوتا ہے کہ مرتب میں تہذیب و ترتیب کا سلیقہ پایا جاتا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب میں ان کی یہ صلاحیت اور سلیقہ مندی اور زیادہ نکھر آئی ہے۔ انہوں نے مکتوبات مشاہیر میں صرف یہ نہیں کیا ہے کہ خواب آلود عزیزوں کی ... کو مختلف ...

قلم کے لکھے مکاتیب کو ترتیب سے جمع کر دیا ہے، بلکہ مرتب موصوف نے بہت سے مکتوب نگاروں کے تعارف کے ساتھ ان کے کام پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ یہ کام انہوں نے بڑی محنت سے کیا ہے۔ خط لکھنے والے علماء، صحافی، دانشور اور ادیب جیسے قبیل کے ہیں جو اردو کی قدر داں ہیں۔ ان میں سے ۳۲ مکتوب نگاروں کا تعارف دیا گیا ہے، بقیہ کے حالات نہیں مل سکے ہیں۔

"مکتوبات مشاہیر" کے بعض خطوط بہت کام کے ہیں۔ مگر مکاتیب سے بہت سی مفید باتوں کو بھی ... ہے۔ مکتوب نگاروں میں سے جو حضرات خاص طور سے قابل ذکر ہیں: مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری، مولانا شاہ وصی اللہ الہ آبادی، مولانا منظور نعمانی، مولانا علی میاں ندوی، مولانا مفتی نسیم احمد فریدی، حکیم عبدالرشید محمود، مولانا سید محمد میاں دیوبندی، مولانا عبدالماجد دریابادی، مولانا عبدالباری ندوی، مولانا مطلوب الرحمٰن ... مولانا قاری محمد طیب، مولانا منت اللہ رحمانی اور مولانا قاری صدیق احمد باندوی رحمہم اللہ علیہم۔

بقیہ حیات حضرات میں مولانا اخلاق حسین قاسمی، مولانا ابوالحسن ... ، مولانا ضیاء الدین اصلاحی، مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی کے نام خاص طور سے لیے جا سکتے ہیں۔ اس طرح کے مکتوبات کے مجموعے ہمارے کام کے اور معلومات افزا ہوتے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب بھی ایک اچھی کوشش ہے۔ البتہ معیاری کتابت پر تھوڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ اس میں کتابت کی بھی کچھ غلطیاں ہیں جس کی وجہ سے کتاب کا حسن متاثر ہوا ہے۔ بہرحال اس کی تو جو ضرورت ہے، ... مثلاً ... مولانا منظور نعمانی کی کتابیں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کی بے شمار تصنیفات ہیں ... جہاں بہت سی کا ذکر ... مولانا علی میاں ندوی کی مشہور کتابیں ... سیرت سید احمد شہید کا ذکر ہونا چاہئے ... کے ذکر کے تحت لکھا ہے کہ ... مولانا عبیداللہ ... سے اجازت بیعت حاصل ہے۔ مولانا ... کی ... کے بعد ... ان حضرات میں ... اجازت بیعت حاصل ہے۔ اس صورت میں اجازت کی ضرورت نہیں ... ساتھ آ جاتی ہے۔ ... مولانا نسیم فریدی کے خط میں ... معمولی ... کتابت ... ہے۔ ... الفاظ ... کا ترجمہ ہے ... ۔ اس کتاب کو ... پڑھنا ہے ... امید ہے کہ ... اس طرح کی غلطیوں سے پاک ہو گا۔ خاص طور سے کتابت کی غلطیاں ہونی چاہئیں۔ اس طرح کی غلطیوں کو چھوڑ کر مکتوبات مشاہیر ایک مفید کتاب ہے۔ امید ہے کہ اس سے علماء، صوفیاء اور دانشوروں کے بھی علمی اور مفید مکاتیب کی اشاعت کو تقویت ملے گی اور دوسرے حضرات کو بھی اس طرح کے کام کی تحریک ملے گی۔ □□

مغربی بنگال کا ہولناک سیلاب

مغربی بنگال میں آنے والے سیلاب نے لوگوں کو [illegible]

[illegible]

مغربی بنگال کے سیلاب زدگان کی ہر ممکن مدد کریں

امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی صدر جمعیۃ علماء ہند کی اپیل

[illegible]

مغربی بنگال کے سیلاب میں متاثرہ [illegible]

فہرست

[illegible]

عالم اسلام

اخوانیوں کو سیاسی پناہ

[illegible]

[illegible] مخلصوں پر مشتمل میوزیم

[illegible]

ڈھاکہ میں ریلی [illegible]

[illegible]

[illegible] فلسطینی علاج کیلئے گئے

[illegible]

فلپائن [illegible] پر اسلام پسندوں کا حملہ

[illegible]

ہر طرف تباہی و بربادی کے دلدوز مناظر

جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے ریلیف کا انتظام

رپورٹ: مولانا حکیم الدین قاسمی آرگنائزر جمعیۃ علماء ہند

[illegible]

جمعیۃ علماء کی طرف سے ریلیف کی پہلی قسط روانہ

[illegible]

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

عالمی خبریں

عالمی بینک کا ۷۰ کروڑ سے زائد قرض منظور

[illegible]

برطانوی شہری نے دل عجائب گھر کو دیا

[illegible]

اقوام متحدہ میں ۱۳۲ ممالک کو منظوری

[illegible]

امریکی بجٹ پر تین ارب ڈالر کا خرچ

[illegible]

بغیر انسان کی خلائی گاڑی

[illegible]

رمضان المبارک میں تراویح
کچھ ضروری تنبیہات

افادات: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ــــ ترتیب: مفتی محمد زید مظاہری

[illegible]

رمضان المبارک ــ نزولِ قرآن کا مہینہ

[illegible]

(باقی صفحہ ۔۔ پر)

اترانچل

سر منڈاتے ہی اولے پڑے

تحریک میں قربانیاں دینے والے نظر انداز کر دیئے گئے

جب ۸ نومبر کی تاریخ شروع ہوتے ہی رات ۱۲ بج کر پانچ منٹ پر دہرادون کے پریڈ گراؤنڈ میں نئی ریاست اترانچل کا جشن ہو رہا تھا تو اس وقت نہ تو اترانچل کے لیے شہید ہونے والوں کے عزیز و اقارب اور قربانی دینے والے لیڈروں کو بلایا گیا اور نہ ہی انھیں یاد کیا گیا جسکے جواب میں ۱۰ اکتوبر کو مسوری میں شہیدوں کی یاد میں ایک جلوس نکالا گیا اور دیئے جلائے گئے۔ شہیدوں اور ان کے اہل خاندان کی عزت افزائی کی کی جگہ نئی حکومت اور انتظامیہ نے ان کو بھلا دیا۔ پہاڑیوں میں نئی حکومت کے اس رویہ پر کافی غصہ ہے۔

غصہ تو ۹ اکتوبر کی رات کو وزیر اعلیٰ نتیانند سوامی کے حلف لیتے ہی پھوٹ پڑا تھا۔ اتراکھنڈ کی تحریک کے لیڈروں نے اسٹیج پر قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے حلف برداری کے بعد مجوزہ ثقافتی پروگرام نہیں ہو پایا۔ ایم ایل اے ہوسٹل پر آدھی رات کے بعد مظاہرہ ہوا۔ مار پیٹ ہوئی اور ایک دوسرے کو گالیاں دی گئیں۔ اس سے میدانی، پہاڑی اور میدانی عصبیت بھی تقسیم دوبارہ ابھر کر دکھائی دی۔ اس غصہ کی وسعت کا اندازہ مسوری میں پوری طرح نظر آیا۔ مسوری اور کھٹیما کے گولی کانڈ (۲ ستمبر ۱۹۹۴ء) نے ہی اتراکھنڈ کی تحریک کو تقویت دی تھی۔ اس فائرنگ میں مرنے والوں کی یاد میں عورتوں نے چوک پر دیئے جلائے۔ اچانک اس گولی کانڈ کے مجرم رہ [illegible] کا غصہ پھٹ پڑا اور انھوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ [illegible] گورنر پنجاب کا [illegible] بھی [illegible] کو کیا۔ تحریک کا کیا ہوا؟

شاید اسی وجہ سے حلف برداری کی تقریب پھیکی اور اداس تھی۔ پوری تقریب میں نہ تو کوئی [illegible] وزیر داخلہ ایل کے اڈوانی اور مرلی منوہر جوشی کے سلام کے جواب میں عوام نے ہاتھ ہلائے۔ [illegible] بچے کھچے [illegible] بھی جو آئی تھی وہ بھی [illegible] کے اطلاعات، نشریات کے محکمہ کی تھی۔ اس تقریب میں عوام کی شرکت [illegible] بالکل بھی نہیں تھی [illegible] کے وزیر اعلیٰ بننے کی وجہ سے پہاڑ پر ہونے والے [illegible] بی کے لیڈروں نے پہلے ہی جواب [illegible] تھا۔ مرلی منوہر جوشی نے [illegible] ایم ایل اے کو [illegible] کر

(اترانچل) [illegible] وزارت کے سوال پر [illegible] رہے ہیں۔ اسی وجہ سے تو [illegible] وزیر اعلیٰ بنایا گیا۔ [illegible] ایم ایل اے نے وزیر اعلیٰ کے سوال پر [illegible] تھے۔ جوشی کا کہنا تھا کہ آپ کی ایک ہم شخص نہیں ہے: یہ قیادت کا ہی قصور ہے۔

[illegible] کے گورنر رہتے [illegible] پنجاب کی پوری حکومت [illegible] میں [illegible] تھے۔ انھوں نے [illegible] کا قصہ [illegible] کے سوال پر [illegible] تھا۔ اس [illegible] اعلان اور مطالبہ [illegible] پہاڑی ریاست کا قیام [illegible] تھا۔ [illegible] نے کہا کہ قربانی [illegible] کی اور وزیر اعلیٰ [illegible] نئی ریاست کی حمایت [illegible] وزیر اعلیٰ [illegible] نے بھی [illegible] سے باہر کر دیا ہے۔

یہ اتفاق ہی ہے کہ اترانچل کے نئے وزیر اعلیٰ نتیانند سوامی اور گورنر [illegible] دونوں ہریانہ کے ہیں [illegible] بالکل [illegible] گڑھ ضلع کے [illegible] سوامی [illegible] کا تعلق [illegible] بات ہے کہ [illegible] والے [illegible] وزیر اعظم [illegible] بھی ہیں۔ [illegible] وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم [illegible] کرنے میں ماہر ہے [illegible] اور [illegible] کی تشکیل میں بھی پہنچ گئے ہیں۔

ملک کی اٹھائیسویں ریاست جھارکھنڈ وجود میں آ گئی

تقریباً نصف صدی پہلے جھارکھنڈ کی تحریک شروع ہوئی تھی [illegible] کے بعد آخر ۱۵ نومبر کی آدھی رات کے فوراً بعد [illegible] کی گونج اور غیر معمولی حفاظتی انتظامات کے درمیان جھارکھنڈ نام کی ۲۸ ویں ریاست کے روپ میں جنم لے لیا جس کے ساتھ ہی [illegible] سیاسی کشمکش سے بھرپور راستہ طے کرتے ہوئے بھارتیہ جنتا پارٹی کے آدی باسی لیڈر بابو لال مرانڈی نے نئی ریاست کے پہلے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے حلف لینے کا شرف حاصل کیا ہے اور اس طرح ان کی قیادت میں این ڈی اے کی حکومت نے اقتدار کی باگ ڈور سنبھال لی ہے۔

پانچ بج کر دو منٹ پر سابق وزیر [illegible] پربھات کمار جھارکھنڈ ہائی کورٹ کے کارگزار چیف جسٹس [illegible] نے ریاست کے پہلے گورنر کی حیثیت سے عہدے اور رازداری کا حلف دلایا۔ تقریب حلف برداری میں مرکزی وزیر [illegible] وغیرہ شریک تھے۔ [illegible] کے علاوہ [illegible] تھا۔ بہت سے سیاسی لیڈروں اور افسران نے بھی اس تقریب میں حصہ لیا۔

گورنر کے عہدہ سنبھالنے کے بعد قومی ترانہ گایا گیا۔ تقریب حلف برداری مکمل [illegible] کر دی گئی تاکہ این ڈی اے کے لیڈر کو حکومت بنانے کی دعوت دی جا سکے اور ان کی حکومت کی تشکیل کیلئے دعوت دینے کی رسم پوری کی جا سکے۔

یہ رسومات پوری ہونے کے بعد بابو لال مرانڈی کو گورنر پربھات کمار نے عہدے اور رازداری کا حلف دلایا۔

ادھر جے ایم ایم نے اپنی پارٹی کی میٹنگ میں نئی جھارکھنڈ ریاست میں حکومت بنانے کا دعویٰ کرنے کا فیصلہ لیا گیا۔ میٹنگ میں اتفاق رائے سے فیصلہ لیا گیا کہ نئی ریاست کے گورنر کے حلف لینے کے فوراً بعد ان کی پارٹی حکومت بنانے کا دعویٰ پیش کرے گی۔ جے ایم ایم نئی پارٹی نے دعویٰ کیا کہ حکومت بنانے کیلئے اس کے پاس کانگریس کی بھی حمایت حاصل ہے۔ [illegible] پارٹی نے اتفاق رائے سے [illegible] کو وزیر اعلیٰ کے عہدے کیلئے اپنا لیڈر منتخب کیا۔

شہر سے رانچی حالی میں تبدیل ہونے والے رانچی میں خوشی اور خوف کا ماحول

(باقی صفحہ پر)

ترقی کیلئے اتر پردیش کی تقسیم لازمی

بڑے پردیش ہونے کے مطالبہ کا جھنڈا لیکر اتر پردیش کے مختلف حصوں میں گھومنے والے راشٹریہ لوک دل کے صدر اور ممبر پارلیمنٹ اجیت سنگھ اب اتر پردیش کی تشکیل کا مطالبہ کرنے لگے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ریاست کے ہر حصہ کو ترقی کرنا ہے اور ہر شخص کو انصاف دلانا ہے تو اتر پردیش کو چار حصوں میں بانٹ دینا چاہئے۔ انھوں نے دعویٰ کیا کہ ان کے ساتھ اتر پردیش کے سبھی حصوں کے سبھی طبقات کے لوگ ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں ترقی جلدی ہوتی ہے اور سبھی کو جلدی انصاف ملتا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ کسی ریاست میں ترقی کے لیے امن، قانون اور موثر انتظامیہ ضروری ہیں۔ امن، قانون کے بارے میں اس ریاست کی جو شبیہ بن گئی ہے اس سے متاثر جہاں آنے کے بجائے کاروباری [illegible] پسند کرتے ہیں۔ کوئی شہر سے مرنے کے لیے عام آدمی کو غلیظ [illegible] ہے۔

انھوں نے کہا کہ ریاست کی تشکیل کے بارے میں ہریانہ اور پنجاب کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں۔ ان ریاستوں میں جس رفتار سے ترقی ہوئی ہے اس سے یو پی کو سبق حاصل کرنا چاہئے۔ مسٹر سنگھ نے کہا کہ جہاں چھوٹی چھوٹی ریاستیں ترقی کی راہ پر تیزی سے دوڑ رہی ہیں وہیں اتر پردیش تعلیم اور دیگر میدانوں میں کافی پیچھے رہ گیا ہے۔ آج اتر پردیش میں فی کس سالانہ آمدنی چھ ہزار سات سو تیرہ روپے ہو گئی۔ یہ پنجاب کی بہ نسبت [illegible] اور ہریانہ کی بہ نسبت [illegible] فیصد ہے۔ اس ریاست میں فوائد کی شرح صرف [illegible] فیصد ہے جبکہ پنجاب میں شرح خواندگی [illegible] ہے۔ انھوں نے کہا کہ ان کو یقین ہے کہ ان کا مطالبہ عملی شکل اختیار کرے گا۔ حالانکہ طویل عرصہ سے مغربی یو پی میں ہائی کورٹ کی ایک بنچ قائم کئے جانے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے [illegible] مسٹر اجیت سنگھ نے [illegible] کے لئے [illegible] لیڈروں کو [illegible] ٹھہرایا۔

مسٹر سنگھ نے کہا کہ کسانوں کی ترقی کے راستے میں سرکاری پالیسیاں ایک بڑی رکاوٹ ہیں۔ ان کی دلیل ہے کہ ۱۹۹۰ء میں سرسوں کی قیمت ۱۸ سو روپے فی کوئنٹل تھی جبکہ اس وقت ڈیزل پانچ روپے لیٹر تھا۔ آج دس سال بعد بھی سرسوں کی قیمت وہی ہے جبکہ ڈیزل کی قیمت دوگنی ہو گئی ہے جس کے لیے مرکزی حکومت ذمہ دار ہے۔ انھوں نے کہا کہ مرکزی حکومت نے کھلی درآمد کی اجازت دے رکھی ہے۔ جبکہ اناج اور گیہوں گوداموں میں پڑے سڑ رہے ہیں۔ دیہی علاقوں کی ترقی کا یہ عالم ہے کہ ایک [illegible] میں سے ایک صرف [illegible] کام کر رہی ہیں۔

انھوں نے کہا کہ اتر پردیش کے بھی حصہ کے لوگوں کے اپنے مسائل ہیں اور یہ بھی دور ہوں گے جب یو پی کو چار حصوں میں بانٹ دیا جائے گا۔ □□

چھتیس گڑھ کی وزارت علیا سے محروم رہ جانے والے

شکلا کا بی جے پی سے سیاسی میل ملاپ؟

سابق مرکزی وزیر اور چھتیس گڑھ کی وزارت علیا سے محروم رہ جانے والے ودیا چرن شکلا نے بی جے پی سے سیاسی میل ملاپ شروع کر دیا ہے۔ مسٹر شکلا نے سابق بی جے پی صدر کوشا بھاؤ ٹھاکرے سے ان کے گھر پر ملاقات کی۔ ملاقات کے بعد شکلا نے اخبار والوں سے بات نہیں کی لیکن ٹھاکرے نے کہا کہ وہ میری خیریت معلوم کرنے آئے تھے۔

سیاسی حلقوں میں یہ تذکرہ ہو رہا ہے کہ شکلا چھتیس گڑھ میں اجیت جوگی کی نو مولود حکومت کو گرانے میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھ سات ایم ایل اے ہیں اور اگر وہ کانگریس کا ساتھ چھوڑ دیں تو جوگی حکومت اقلیت میں آ سکتی ہے۔ مسٹر شکلا گزشتہ دنوں کافی دنوں دہلی میں رہے۔ کہا جا رہا ہے کہ راج ماتا اور چندو لال چندراکر سمیت کانگریس کے کچھ اور لیڈروں سے مسلسل رابطہ قائم کئے ہوئے ہیں۔

جس دن اجیت جوگی کو چھتیس گڑھ کے وزیر اعلیٰ کے عہدے کا حلف دلایا گیا اسی دن رائے پور میں یہ بات بھی اڑی تھی کہ ودیا چرن شکلا نے وزیر دفاع جارج فرنانڈیز اور وزیر مملکت برائے ریلوے [illegible] سے رابطہ قائم کر رکھا تھا کہ اگر مجھے وزیر اعلیٰ کے عہدے کا حلف دلایا جاتا تو میرے ساتھ بارہ ایم ایل اے آ جاتے۔ [illegible] لوگ بھی آ سکتے ہیں۔ چھتیس گڑھ کے گورنر دی این سہائے سمتا پارٹی سے وابستہ ہیں۔ چھتیس وزیر داخلہ کو [illegible] پسند نہیں آئی اس لیے بات آگے نہیں بڑھ سکی۔ مسٹر شکلا ابھی بھی نراض نہیں ہیں۔ ان کی سیاسی مہم ابھی جاری ہے۔ نوے رکنی چھتیس گڑھ اسمبلی میں کانگریس کے ۴۸ ایم ایل اے ہیں اور بی جے پی کے ۳۶ ممبران ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مسٹر شکلا کی یہ مہم کیا گل کھلاتی ہے؟ □□

ہریانہ و ہماچل میں اصلاح معاشرہ پروگرام

[illegible]

بہار میں اصلاح معاشرہ پروگرام

[illegible]

گریڈیہہ میں اصلاح معاشرہ

[illegible]

تھانہ بوسنی میں جلسہ اصلاح معاشرہ

[illegible]

بقیہ: منظر پس منظر

[illegible]

سبق آموز

[illegible]

سانحۂ ارتحال

[illegible]

مدرسہ اشاعت الاسلام منگلور میں جلسہ دستار بندی

[illegible]

بقیہ: نصاب تعلیم کا نیا مسودہ

[illegible]

بقیہ: نزول قرآن کا مہینہ

[illegible]

بقیہ: اسٹرویو سدرشن

[illegible]

بقیہ: جھارکھنڈ

[illegible]

بقیہ: مغربی بنگال کا ہولناک سیلاب

[illegible]

ALJAMIAT (WEEKLY) NEW DELHI
Posting Date - 20/21 November 2000
24 - 30 NOV 2000
R. N. I. NO. - 38088/82
Postal Registration No. - DL - 11063/2000

منظر پس منظر

منصور علی خاں کا تجزیہ

شرمناک مثالیں · بزرگ شہری · ناانصافی کے واقعات · اخبارات کی روش · سبق آموز

شرمناک مثالیں

[illegible]

بزرگ شہری

[illegible]

ناانصافی کے واقعات

[illegible]

اخبارات کی روش

[illegible]

(باقی صفحہ ... پر)

بیت المقدس کی بازیابی اور مسئلہ فلسطین کے حل کیلئے فیصلہ کن اقدام کی ضرورت

عالم اسلام کے رہنماؤں سے جمعیۃ علماء ہند کی اپیل

[illegible]

ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی

پبلشر: مولانا اسجد مدنی
مدیر: محمد حنیف [illegible]
ملکیت: جمعیۃ ٹرسٹ سوسائٹی
مقام اشاعت: مدنی ہال، ۱ بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
مطبوعہ: A.B.C. آفسیٹ 4743 [illegible]
[illegible]